رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳

REGISTERED NO. A. 783



M. B. Kaba Artist

Oudh Punch Lucknow

قیمت فی پرچہ ۳ ؍

خاص ترکیب سے بنتا ہے

مینیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی للعہ سالانہ قیمت لیجائے گی یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچے میں آپکے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بنجائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپکے مفید مطلب یا مذاق کے موافق معلوم ہوں تو ہر ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ الخیر شاالبلاست۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان صفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ کچھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروائیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں۔ مذہب یا نادار یا یتیمی کا واسطہ دلانا طول حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکخانے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گپ ہو جاتا ہے لیکن یہ شاہد ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ مینیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دو تختانے پر بنیاد مندرجہ فور نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے لیکن اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں نا خوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب دو ماہ تک زبانی تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کیجاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات واطلاعات کے تحت میں مینیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی مسلم پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شائع نہونگے اور انکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی حیثیت کسی شخص یا قوم کی تنقیص ان میں نہو فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ ان کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوتا ہے۔

مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

* لطف

جو رسالہ ماہوار حکیم آغا طیب شاہ صاحب کا اول صوبہ میں ڈاکٹر حکیم صاحب سے جاری ہے ... سے تیار کرنے کی ضروری خاصیتیں ایک بار ... قیمت جاری ہے اور ... کیجیے۔ اگر آپ آزمانا چاہیے ... منگوا لیجیے۔ قیمت ... محصول ڈاک ...

سید قاسم حسین
دفتر اخبار اودھ

---

* لطف ... کے استعمال کا بہترین ... مفصل اشتہار صفحہ ... کے درمیان ... میں ملاحظہ ہو۔

جلد ۱۳ نمبر ۹

مضامین

شنبہ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

باغبان و گل

از نتائج افکار آقائے دل سوز نگر

(یہ باغبان گل اور صحبت ناجنس کے متعلق ہے جو نیز کا ضرب المثل ہے ... م نظم ہوا ہے)

چند اشعار چمن سے نکلے ہیں

افسانۂ گلے ست شد پابست
پاک چین بود چو از ورد گسست
دیو شہوت ز غیبہ گل
گرد و پاے دگر دو ساخت
سرو پرورد جو ادوست نیاز
روز و از چشمہ چشم آبش داد
تیغ پا شدید بہ جیبان دور
از نہیبش دل پروانہ کباب
روئے آن گل ز جوانی دل شاد
گفت اے عاشق دل خستہ من
ہر چہ دیدم ز تو نیکی دیدم
ہمہ دم پیش من استادہ بپاس
باغبان گر کند ہر کس
رو اگر بر شاخ گلچین بندد
ہمہ از بہر نکو نامی اوست
لیک آن مرغ خوش آواز کہ روش
نغمہ گلے و خوش آہنگے داشت
نالہ زار کشید از دل ریش
نالہ وے دلم از جا بکند
یاد آورد زمانیش نو خست
چند روز بیش طرب ساکی داد
تا چہا نیم گر روز دشش چیست
از لبش چارۂ آن درد بساز
باغبان چون سخن گل بشنید

از ظہیر

پاسبان دست دراز گرہ بست
دست از شکر چو ساکن بنشست
پائے بشکست و برون کرد از دل
بہر پا از سبب با گل پرداخت
پیش وے بود با خلاص نماز
شب نہ زاد ای دل خواہش داد
بست دامان لب پنجہ و مور
خانۂ بلبل شوریدہ خراب
لب شیرین بشکر خندہ گشاد
اے بہ پیوستہ پا بستۂ من
جز محبت سخنے نشنیدم
با تو ام ہیچ گہم نیست ہراس
خبر گل خواہد از من کردہ و بس
سایۂ بر سر گل بپسندد
خاری آن را کہ سر انجام نکوست
کردی از نغمۂ سرائیش شکوش
رخ بیچارۂ دل تنگے داشت
یاوری کرد زدل اونہ نفس
جلد ہجر سعد روزنان چند
ہر نفس دل وے مرہم ساخت
گل ز شکستش آسان بگشاد
گر چہ شک و دم سرو شش چیست
آنکہ از باغ برونش انداخت
باغبان ہر سخن از ان گفت

گفت اے کوکب بستان افروز
ماہ جہان ست لیت غنچہ دہان باد
نشناسی مگر این ہرزہ درا
دیر این ترم غزل خوانی او
ہمہ دانند کہ دید این عیار
گرچہ بیخ سرو ہم پابوس گل ست
گرکند کاوش رو خانۂ تو
گل بگفتہ کہ این بدظنی ست
من جدا دانی و طفلی بودم
کہ تنہا ہم گرم سرد شود
بہر بر دل من بلبل راہ
چند روزے بکشش از سپاہ
باغبان نرم شد از آن گفتار
از نگہبانی او دست بداشت
چند روزے چو بر آمد گذشت
گو بالکل بدید اشک گل
پوزش آورد زبے پروائی
گل شکر خندہ کنان بخشیدش
پس سخن رابہ دارا گفتند
از میان شرم جو پرداختہ شد
باغبان روزے برخاست پگاہ
از ہمہ سوے شنید آوازے
گلبنان ہر طرفے موئے کنان
خروش افروختہ چون آذر گشت
دید آن تازہ گل شگفتہ
دامن آلودہ و گوہر نا پاک
زرد بیراہ بانگ کاے تیرہ نہاد
چہ شد آن گوہر تابندہ چو ماہ
روزگارے گہرے پاک بود
چہ کسی ریشت عصمت را ببرون
آدم تا بگرم خواری تو
بہین دو خون تو گلگون سازم

طالعت خستہ و بخت پیروز
جانگر خصم تو از زدان باد
کاز چہ این گرنہ بود نغمہ سرا
نیک پیداست جو سرائی او
جانب عصمت بہچو تو ہزار
دامن عفت و ناموس گل است
دام گر سشی نہ بود دانۂ تو
سو ظن داشتن از بد دلی ست
ہوش بخشید و خدا این قدرم
واگہے دامنم آلودہ شود
کیست او تا کند نامہ سیاہ؟
دو فسون کاری وے پاک مدار
یافت پرورگہ گل بلبل بار
پاس وے را بجہانہ بگذاشت
سخن عشق چو پیدا آمد گشت
پردے خورد بہ پیرامن گل
کہ بہم بال اگر تماشائی
آب جا نشن عزم پاشیدش
ہر چہ گفتند بہ سحر افگندند
کار رسوائی گل ساختہ شد
ہر طرف گرد چمن گردنگاہ
دید در باغ عجب غوغائے
قمریان بر سر شان طعنہ زنان
پیشتر رفت و پریشان برگشت
ست در دامن بلبل خفتہ
گرز دار دو دستہ بلبل صد چاک
از چنین روز سیہ غیرت باد
بہ گناہ ست دل ناکردہ گناہ
دیو شہوت ز ... نا سفتہ ببرد
رفتی از چیست کہ پاکان بیرون
بہ ہم فزود گنہگاری تو
رفت از باغ برون از ادم

تا در کس نہ رود گو ہوس
کہ باغ چمن نادرہ بس

ادبائے لطفا

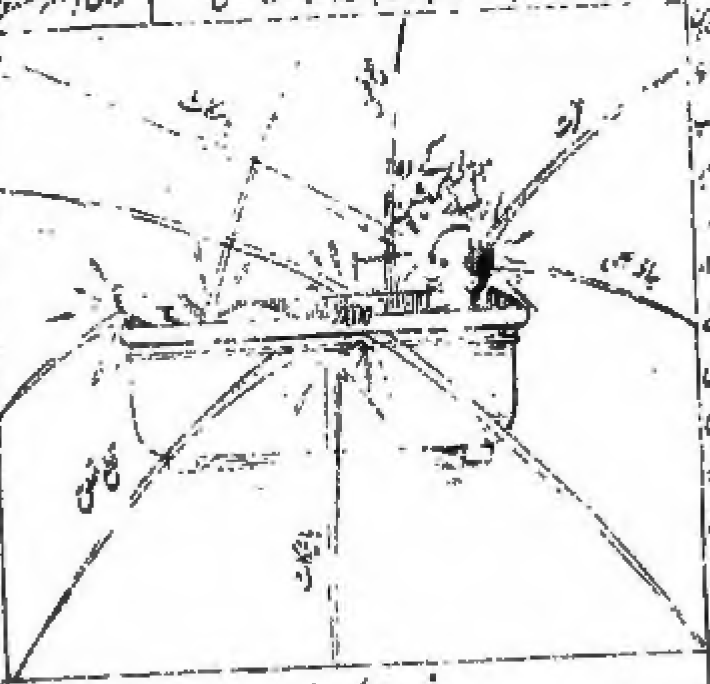
ان دل ورنگ الفاظ کا ایک ذخیرہ جو مسرت
سے نثر خانے جانے والا اظہار ہے جو سستی ترکیب
حسن سماں۔ التہاب انگیز بیان جلوہ پاشیاں۔
نالہ فزا۔ ارتقاش خیز نگاہ۔ جلوہ زمر تشنہ ادو
سستی شرم سے ان کا ہر ایک رسالہ میں موجود ہے یا فصل
اردو کے ساتھ ایک فردوسی ہند نے ہوس کی وحشی
حرکت کی ہو ۔ دیکھئے تو دل سے دوڑتے ہیں۔
اے صفدر بلبل تیز رفتار ابنا
۔۔۔

سخن پرطلب ہے۔ جاری رہے
کو فرض ہیں ہمیں لکھنی ہر
ہم آگے ہیں تنبیہ الفاظ ہیں،
عربی شاعرے کا ذاوی مشاعرے
ہم کہتے ہیں ہمارے شاعرانے
الفاظ ہیں۔ گویا کہ عربی
کے الفاظ اشعار پر ادبی
کتاب میں نظر آتے ہیں یہ بھی
کمال کی دلیل ہے۔ اردو کے
الفاظ ہیں بھی کورس
کی کتابوں میں شرط الشعار
اشعار ان نظر افروز ہوگئے
گھبرائیے نہیں۔ شاعر شعر
کہتا ہے نام سہرا کہتا ہے شعر
کے ساتھ سہرا کا ذکر آخر زمانہ

بات ترے کی دیکھ رہے گی۔
معلوم ہوتا ہے ہمارے شاعر صاحب کا یہ نتیجہ
طبع بھی کچھ بیت بازی کی یادگار ہے ورنہ
خاص ہی چاہتا ہے کہ تین مصرعے لگا کے ایک تخمیس کریں
تاکہ بیت بازی میں کام آئے کیا معنی کرد تشریح مطلب
و محاسن کی چنداں حاجت نہیں۔ پڑھ کے ناظرین
انشاءاللہ عش عش کرنے لگیں گے

راہ وزبان سے روانی۔ بات یہاں تک
جو زبان جہاں کی یاد جو ہاں نقش

اے روح خوشی دوس ہوش بانکی چمن
جان ونہ آتش ہم بہوش نوشاباں چمن
عاری گلزار دبستان بہ بر گلزار ہے
یہ تو جناب فردوسی ہند کے کرسی کلام کا نمونہ تھا
اب ایک دوسری اصیبت کی طرف ناظرین متوجہ
ہوں یوں کہئے کہ آج خدا کے فضل سے سخنوری میں
اور نکتے ہیں ہی یکہ نکتہ ہیں زیادہ ہیں مگر اس
عیب کی طرف کوئی خاص آدمی کم بھی نہیں۔ چونکہ
کہیں ؟ اگر نکتہ ہیں اور نقاد خود ہی اس طرح کہیں
مثلاً ہیں یعنی واحد کی جگہ
جمع اور جمع کے محل پر
کا استعمال تاریخ کی بہار ہیں
یا باغ کی بہاروں کی سیر میں
دیکھیں وہ رات کی خاموشی
نہیں۔ رات کی خاموشیاں
یہاں تار کیوں کا بہایا گیا
چہرہ دکھایا دنیا کی وسعت
نہیں وسعتوں میں جولیاں
کھیل گئیں
چنانچہ ایک شاعر صاحب
جنہیں شاعری کی جان کا
آسمانی ذخیرہ ہے ہاتھ لگ
کہنا چاہیے فرماتے ہیں
غنچوں گلوں کا کیا ہوا بلبل بر
بہاروں کی گھائی گئی مگر
اس زمانے میں شاعر صاحب



غیبی پچکاریاں

ارشاد شدہ انجمن اسٹ

دکون تنا ہم کیلیت چوری۔ دیکھو لاسوری آنکھیں کھٹکے۔ کون تنا ہو

ناصر بعام بہی ۔ بہو بھی کیا زمانہ تھا کہ بیت
میں بیت بازی ہوا کرتی تھی الغرض ۔ وہ بات ہوئے
کے دوست دونوں کے جبت سے شعر موزوں کرنے تھے
تھے۔ مطلب پوچھنے کا حق فریق اور دریافت کرنا تھا
شعر تمام ہو گئے وزن کا یہیں وزن اور ٹھیک ہے
اسباب ٹھیک ہے خلاف ایسا شعر لوگ آیا ہوا ہے
سے لطف آجاتا ہو تو کہہ دیا سے

وہ زبان پر اسے گھر کر
آدمی مدنی وہ بار بار کر

کا ہے وہ کے کرش دیکھو کہ کاکا کن
ہاے ہو نے ذرش و ضبوش ۔ وہ یا نہ کن
ورس گلزار لیت دہن بہر گلزار ہے
شاید آپ کہہ جائے خود خیالی ہوگی فردوسی ہند کا
شعر تو بے معنی ہے مگر فردوسی کا ادا معنی میں
تخمیس میں یہ صنعت نہیں تو بحمد خدا کے فضل سے
یہ بھی نہیں یوں بھی کہہ سکتا ہے سو
زرد فردوسی فرود گل ذرشس فزساں نقش
یا ہے وہ پر ذرش پڑھ دیا سے پاشاں دہن

اشاعت کا ذرہ صرف کرو یا ہو ہم جوش ذمانی فرماتے تو
پھر ان میں اور دوسرے شاعروں میں فرق ہی کیا رہتا۔
یہاں قصہ مختصر اور با عقوں کے جھوروں نے گفتگو کی
نہیں ہوتی ہیں۔ میں جو شاعر واحد ہی اور انہیں یکتا
شاعر کی تسلیاں۔ رنگینی سے نہیں ہوتی تو ذخیرہ نگینیاں
کیا۔ خدا جانے دیوں زمانوں کیوں ہوتا کہ
جمع کا یکجا رفع ہو جاتا تاکہ خط اقتباس ہمارا
ماہ مقتضی تھا کہ بلبلیاں ہوگئیں مگر بیچاری ایک ہو
بلبل بگڑ کے رہ گئی۔ بہاروں کی زرد بیاں سبز ہوئی

تیلیاں اور ان کا بیان لالیاں کا لیان [illegible]
اور تمام خونیاں کالی کی ایک سفیدی کے مقابل
نہ ٹھہر سکیں ۔ رہ گیا ۔
دوسرا شعر ملاحظہ ہو ؎

آئینہ دیکھئے ہی میں سجدے میں گر پڑا
دیبۂ شیشیاں میں جوش تھا کب انتیاز کا

ماشاء اللہ دیبہ شیشیاں تھیں کہ شیشیاں جوش مار رہی تھیں ۔ معلوم نہیں امتیاز کا خون کر رہا تھا یہ شعر ریختا
کا تب نے تحریف کی ؎

آئینے دیکھتے ہی میں سجدوں میں گر پڑے
سینہ شیشوں میں جو خوں نہ تھے امتیاز کے

خدا جانے امتیاز کا ہوگا ۔ اپنی صورت کے سجدے ہو گئے یا نہ ہوئے گا ؟ ۔ یا یہی صحیح ہو اور ناشناس سخن
خیر سے جناب شاعر ایک گروہ کے استادوں میں بھی ہیں ۔ خدا کرے حضور کا دائرہ اقتدار دکن کی طرح
بڑھے جہاں ما صاحب جی کا قول استعمال واجب ہے۔
کسی نے خون کیا خونریزی کے بعد سڑک پر نکالا اور
اڑ بیٹھا خونیاں آئے ۔ خونیاں آئے ۔ کسی تغزل
پڑھیں اور داد دی ۔ کیا خوب غزل ان میں سے کوئی
میں ایک چہرہ نظر آیا اور فرمانے لگے ؎

وہ تمنیٰ جو ایک دستی ہے
کل بھیجا ایک رانڈ بیٹھے تھے

تیسرا شعر ہو ؎

اپنی تجلیوں کو تو تماشا صد حجاب کے
دکھلا دئیے جلوے میں نہاں کے طلسم زار کو

خدا جانے معنی کیا ہیں ۔ یعنی اپنی ہزاروں تجلیوں کی تہوں کو ترسے چہروں یا نظروں میں جہد کہ کیوں ؟ وجہ بالکل ظاہر ہے ۔ اسلئے کہ دکھوں نہیں سے دکھوں ہی جلووں کے پردے دل کے طلسم پیارہ کا فرہ کھینچ میں نہ مجھے بہت ہی مناسب یہی ہے کہ تیلیاں بھی تہ رہیں اور طلسم زار کے بل میں چھپے بھی نہاں رہیں ۔ یہ کیا کہ تیلیاں کھلے بندوں پھریں اور جلوے کے پردے طلسم زار میں چھپ گئے ایک تجلی بھی تو ایک جلوہ طلسم زار سے نکل آئے ۔ اگر جلوے کم ہوتے نہاں ہوتے تو تجلیاں گنی خاک صد حجاب

ظہور نے سے کوئی نقصان نہ ہوتا ۔

سرقت میں ذرہ اچھا شعر ہے ۔ خصوصاً طلسم زار یا طلسم راز پڑھا نہیں گیا کی بلاغت تو دیکھئے ۔ اے سبحان اللہ دل زار کہتے تو کیا کمال کرتے ۔
طلسم زار کی معنویت ہی اور ہے یہ معنویت جب تک انسان تماشا صد حجاب ” نہ ہو ، سرقت تک سمجھ نہیں آتی ۔ مناسبت ملاحظہ فرمائیے تجلیاں تھیں گنی ہوئی صد حجاب کی تماشا بننے کی مستحق تھیں جلوے تھے دکھلا دیں ہی اسوجہ سے طلسم زار کی کوٹھریاں بنا گئے ہو گئیں ۔ تمام الفاظ ضروری ہیں کیا مجال جو ایک لفظ اپنی جگہ سے سرک جائے ۔ تجلیوں کی جگہ تجلی کہیے تو مطلب خبط ۔ خدا کرے غرض کوئی اور لفظ لائیے تو معنی غت ربود ” صد حجاب ” میں سے ایک حجاب کم کیجیے تو فصاحت غائب غلہ ۔ دکھوں ہی نہ کہیے دکھوں پر قناعت فرمائیے تو بلاغت اڑ اڑ جائے
۔ طلسم زار کا تمام مقام خالی رہ جاتا ہے تو شعر کا شعر بے معنی پہلا مصرعہ دوسرے مصرعے سے بالکل بے ربط ہے تجلیاں بھی وہ تھے ہیں اور جو ہے اسے تو جلوے بھی نہاں ۔ یہ شاعروں کا لازمی ہے ۔
پہلے دونوں شعر بھی انھیں محسنات لفظیہ معنویہ سے آراستہ ہیں ۔ خدایا تم پر جان اسعد ! ۔ از این شعر و سخن ناشناس پناہ !!

راقم ۔۔۔۔۔۔

سر کو ب قیصری

تجارتی جنتری ۱۹۲۵ء

کیا ناک میں دم اور دم میں ناک ہے بغیر سنت کے رنگ جاتے ہیں کہ تو نہیں ہوتے کہیں اور تاکہ مال نکل جائے اس جنتری کا حجم ۹۶ صفحہ کا ہے ہر صفحہ میں دو کالم ہیں ایک کالم میں مضمون ہے دوسرے میں اشتہارات ہیں ۔ جا بجا ہر صفحہ پر ٹھپتا ہے یہ مضمون میں مسلمان تاجر طلب ہیں انھیں تجارت کی جانب مائل کرنے کی کوشش کی ہے یہاں تک تو غنیمت ہے مگر قرآنی آیات نقل

کرنے کا مسلمانوں کو حق ہے جنتری میں ایک مضمون ہے جس میں ہر سطر کے بعد آیت ہے اور اکثر جگہ غلط ہے اور اپنی غلطی تو خیر تعجب ہے کہ اعراب بھی غلط ہے ۔ مضامین کسی خاص خوبی پر مشتمل نہیں ہیں سطحی باتیں ہیں غالباً ہر ایک با سواد آدمی ان سے واقف ہوگا جنتری کی تعداد طبع پانچ ہزار لکھی ہے گویا پانچ ہزار آدمیوں تک غلط سلط آیتوں کی تبلیغ کی ہے ۔
جب قرآن کی صحت اعراب و نقاط میں خیال نہیں کی گئی تو روایات کے نقل میں صحت نقل کی امید بے سود ہے ۔
ہر حال مقصد اور نیت بخیر ہے مگر کوشش ناتمام دفیرہ خوب جنتری کی قیمت ۸ ہے ابو یوسف محمد قدوس صاحب منیجر تجارتی جنتری نمبر لیا بہار شریف سے منگوا کے دیکھیے ۔ اور غلط آیات کی درستی خود کر لیجیے تاکہ جو لوگ عربی سے واقف نہیں ہیں وہ غلط آیات پڑھنے کی آفت سے محفوظ رہیں ۔

راقم ۔۔۔۔۔۔

اوبار الدین

اشتہار نسبت دکھانے وجہ (فورمہ عام)

بعدالت سید علی رضا صاحب سب جج بہادر ضلع اعظم بارہ بنکی ۔
تو فوفات خفیفہ مقدمہ نمبر ۱۴۰ ۱۹۲۵ء
بہت ۲۱۲ روپیہ [illegible]
[illegible]
بنام
[illegible] .... [illegible]
بنام [illegible]
[illegible] بارہ بنکی ۔
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ۱۹۲۵ء [illegible]
[illegible]
[illegible] میں سماعت کی جائے گی ۔
تاریخ ۱۹۲۵ء [illegible] عدالت سے جاری کیا گیا ۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

[illegible]

بھیشم لاہور

"یہ پرچہ روزانہ ہے - اس کا دستخط ایڈیشن"

ہمارے پاس مبادلت اور ریویو کی غرض سے بھیجا گیا ہے بعض حاسد اور زُود رنج اصحاب کا خیال ہے کہ ہفتہ وار پرچے سے مبادلت گوارا کر سکتے ہیں ایک ساتھ ہی شیطان نے کان میں پھونک دیا ہے کہ روزانہ اشاعت کے عوض ہفتہ میں ایک بار کسی ہفتہ وار اخبار کے پاس بھیجو تو مبادلت کا حق ہو جائیگا اور ملیت دار ہفتہ وار پرچہ کا مالک اس پر ناز کرے گا - لیکن ہے کہ ہیں ہفتہ وار جرائد کی زندگی عقل اور اقبال پر قائم ہو اور ملفوظات اور دیگر ادب ادا مستقل ہو جائے کہ ایک خوف یا خلش اور دماغ ہوں وہ اگر پڑھ کے اس سودے پر راضی ہو جائیں ہم کسی کی پرواہ نہیں کرتے خدا کے فضل سے ان بڑوں پر قانع ہیں اور ضمیر ان کی صحبت سے زندہ رہ سکتے ہیں بلکہ عجب نہیں کہ ہمارے پریشانی سے مراد ان کو اس بات کو حل کر دے کیا سمجھ کے ۔

نیم نانے گر خورد مرد خدا
بذل درویشان کند نیمے دگر

لہذا ہمیں ایسی مبادلت درکار نہیں - رہی دستخط تو تفریح کی لیبی کے جوہر میں نظر ہے اس کی تعریف سن لیجئے - یہ پرچہ مولانا تاجور نجیب آبادی کا رنگین نجیب آبادی کا رنگین چھپا ہے - مبارت اردو میں زمانہ حال کے ان مسلمان نوجوانوں کا شاعر اور شیدا ہے جن کی استعداد کسی صرف و نحو کی محتاج نہیں ہوتی بلکہ وہ صرف اپنے ضمیر و ضابطہ سے اطلاع رکھتے ہیں اور اپنی ہی زبان کا دستور بنا کر مرتب کرتے ہیں -

"دھیمے بہت ... موسیقیت کی پوری انتہا ملیں ... لطافتوں سے معمور اور تھرکتے گلے بازیوں کا حسن نغمہ اور بہت پیچیدہ بنا ہوا ... فضائے خاموش میں ایک اولین گریان اعلان ہیں اور سریلی آوازوں کے ساتھ گونج گیا " اس قسم کے صدہا فقرے آپ اس پرچہ میں دیکھیں گے !

"پتھر کی مورتی سے صورت کھل آئی - طاقت خیال کا حیرت انگیز اعجاز - عربستان کا ایک تاریخی واقعہ " یہ سطری عنوان ایک قصہ کا ہے جسے ایک مستند تاریخی واقعہ کا مرتبہ عنایت ہوا ہے ایک تھے میاں زرقا (نام عربی ہے) سنگ تراش انھوں نے پتھر کی ایک صورت بنائی پھر خود ہی اس پر عاشق ہو گئے - آپ جانیے عشق میں عقل ادنیٰ کا سجدہ مسلّم ہے - تصویر میں جان پڑ گئی در آن وصل وصال دانہ جداول شیریں کا سلسلہ جاری رہا گزشت اور رشک کے دیکھنے سے کوئی تیسرا جانیاء پیدا نہ ہونے پایا تھا کہ عاشق صاحب اپنی ساختہ پرداختہ معشوقہ سے ہو گئے پھر پھیری میں خدا کی ضرورت نہیں - وفات الشرافات الغفورا - ایک دن میاں زرقا اپنی سنگین معشوقہ پر ایسے خفا ہوئے کہ اسے ایک دو تین - رفو ہو گیا دیکھتے ہیں کہ گرفت سنگین ہو گیا - پھر وہی سنگ آمد و سخت آمد ہے حس و حرکت مورتی رہ گئی جو پہلے تھی ۔

قصہ کسی مستند کتاب سے نقل کیا گیا ہے اس کا حال نہیں ۔ زرقا کا سارا سرگزشت رنگ تماش اسی تجاتی پر اصرار کرتا ہے اور مجہول الاسم مورخ اپنی غیر معلوم کتاب میں اسے لکھتا ہے تو پھر ہم اور آپ کون ہوتے ہیں جو اس کی اصلیت میں چون و چرا کریں - جناب امان اس قصے کی نسبت فرماتے ہیں

"اور خاص واقعہ جس کو اب تک پوشیدہ رکھا گیا

مورتی ہو جاتا زندہ عبرت "

اور آخر میں اس افسانے سے کلامی استدلال فرماتے ہیں - اردو پنچ کوئی مذہبی پرچہ نہیں اسلیے ہم استدلال کے قوت و ضعف سے تعرض نہیں کرتے اگر ایسی حکایتیں جناب امان کے مفید مطلب ہیں تو ہم انھیں بہت سی عربی کتابوں کا نام بتا سکتے ہیں ان سے کام لیں - مثلاً قصہ حسن صائغ و زرگرستان قصہ ابو علی ابن سینا و تعقیبہ قصہ زرین الصنم قصہ حاسب کریم الدین و قصہ جودر و حکایت "خلیفہ الصیاد مع القرود الخلافہ"

ملک چھبیلا " ان کے علاوہ اور بھی داستانیں ہیں جو چھپ کے شائع ہو چکی ہیں ان کے واقعات خدا داد کی حکایت سے زیادہ عجیب ہیں اور جناب امان کے ڈر سے ان کے مصنفوں نے انھیں پوشیدہ نہیں رکھا ۔

باقی مضامین کوئی خاص حیثیت نہیں رکھتے ۔ پنجاب کے اکثر جرائد مثلاً نہرو ، اوزم ، ملاپ وغیرہ اسی شرکت و شان سے نکلتے ہیں اور اپنے خاص اغراض کی حفاظت کرنے میں بہ نسبت بھیشم کے زیادہ جری معلوم ہوتے ہیں ۔

بایں ہمہ یہ پرچہ عجیب مضامین سے خالی نہیں ہے مختلف مذاق کے افراد اس سے یکساں دل بہلا سکتے ہیں اور ایڈیٹر منشی راج نرائن صاحب ارمان کی کشش کی دلیل ہے

بھیشم اچھا ہے یا برا مگر ہمیں بافسوس اقرار کرنا پڑتا ہے کہ ہمارے صوبہ میں بھیشم کا سا بھی ایک روزنامہ نہیں ہے - ہمیں امید ہے کہ ارمان صاحب آگرے کے بازاری آوارہ گرد اطفال کی بگاڑی ہوئی زبان سے آئندہ پرہیز کریں گے ۔

ر ۔ ق

اودھ پار الجرائد

عشق کی انگلی

کس بچانہ آن زلف تابدار انگشت
کہ بیکس نہ کند درد ہان ار انگشت

سنا آپ نے ؟ عشق کی انگلی بھی کیا قیامت کی انگلی ہے - کہتے ہیں کہ ایک صاحب جن کا اسم مبارک ہے مسٹر یک ، انھیں عاشق نے جو انگلی دکھائی تو ایک جا کر پادری کی بی بی سے عاشقانہ صحبت فرما بیٹھے - جب پادری صاحب غائب ہوتے تھے تو عاشق و معشوق پنجہ لڑایا کرتے تھے ہوتے ہوتے پنجہ عشق طرف نازک کی جانب سے ہو گیا سست گیرچی کی ڈھیلی - لیکن ہے کہ پادری صاحب نے [illegible] کے [illegible] کو [illegible] واقعہ ہے کہ



داغ تازۂ خورشید سیاست

ستارہ شناس پنچ۔ نوروز ہے کہ اندھیر ہے؟ کیا شان ہے کیا آن بان ہے۔ قمر در عقرب سنا تھا۔ عقرب در شمس آج ہی دیکھا۔

ملاقات نرم پڑ گئی ہیکین صاحب نے اپنی کے جھٹکے
سے متاثر ہو کے ایک انگلی کاٹی اور خط میں رکھ کے
پارلن صاحب کی خدمت میں روانہ کر دی۔

ماہران ظرافت آشنا کے نزدیک کاٹ کے بھیجنے
کے واسطے بہ نسبت دیگر اعضا کے انگلیوں کا انتخاب
کچھ معنی رکھتا ہے۔ معنی یون یا تھون ازدو سے
نزدیک عشق رہتا ہے دو رادنگ۔ بصیرت والسلام
انگشت گزیدن سے عذر ادا بہتر ہی تھا کہ جا تو سے
و فخذ واحدۃ ان کا فیصلہ کر دیا جائے۔ نزدیکی نہ
اگلی ہو کے یادآ آئین کی انگلی کے ساتھ اشتیاق آ
بھی تھا۔ اشتیاق نا مقبول ہوا اور کٹی ہوئی انگلی
کو لوٹا دینے پر برٹش عاو رذر واپس کرنے سے مقصد غالباً
یہ ہو گا ؎

یہ آرزو ہے کہ انگشت انگبین چوں طفل
مکن بجائے زنبور ز نیشار انگشت

گر عشق انگلی پکڑتے ہی پہنچا پکڑ لیتا تو انھوں نے
اس کٹی ہوئی انگلی سے اصرار کیا کہ تمھارے نزدیک
پانچوں انگلیاں برابر ہونی چاہئیں۔ پانچوں گھی میں
ہوں تو سنا ہے کہ گریل صاحب قطع ہو تو سیم کا کڑھا
تو عشق کی بادہ آزمانے میں انگلی الفت ہوئی ہے
ایک دن گلا بھی کٹنا لکھا ہو گا ؎

عشق بے پردہ جب فسانہ ہوا
مضطرب کر خدا سے خانہ ہوا

عشق ایسے واقعات سے ہوتی تھی انگشت نما اپنے
عاشق انگشت بریدہ ہو تو عشق سے عقل جانے کی انگلی
اٹھانے کی راہ بتائی۔ ابھی بات۔ دیکھو وہ تھا ہی
راہ ہے۔ ناک کی سیدھ چلے جاؤ خبردار ہو اور انگلی
اٹھائی تو قلم جاؤ گے ورنہ کیا نہ کرتا عاشق نے تنگ
آ کر یہ خاک کر دیا اسلامی دکھائی اور چاہ گئے پر بیٹھا
جا لا۔ پارلن صاحب یہ تماشا دیکھ رہے تھے ان سے اب
نہ رہی تو چکرا کے عاشق سر بستہ جان ہو اور کی
طرح گر پڑے نزلہ سے مشترقانہ سے آگ بجھی مانگے ہوئے
نے جا کر جینا۔ مگر شمع دل کی لو اسی طرح انگلی کاٹ کر
تھی کہ پہلوں کی مسافر بھی تو گیا ہوا۔ شب کو جوش
نگار نکلے مرگی کو بچے میں شعلہ گرد جلن بیاجان

کی طرح انگلی کاٹ کر نہ بہین تو دوسری انگلی اسی غصہ
میں کاٹ ڈالی۔ اور اپنی والدہ کو الہامی خط
لکھ کے مقصد کو نظیر دن کسی کھیت کی طرف چل نکلے
ہوئے انگلی کی بجلت رشتی ہوا گئی تھی اسنے ذیل کا
بہت سا سوروپے میں صرف کر ڈالا۔ بیچارے
تیورا کے گر گئے اور بے ہوش ہو گئے۔ جب آنکھ کھلی تو شاید
طاقت جان دینے کی باقی نہ رہی تھی۔ گھر میں آ کے
پڑ رہے ہیں جبکہ سپرنٹنڈنٹ صاحب نے پولیس کے
پنجۂ حنائی میں انھیں دے دیا۔ افسوس عشق کی
ایسی تیسی ؎

اگر بدست من افتی تو اے پورسنگ عشق
کنم بجہ تو زچشم تو صد ہزار انگشت

واقعہ کی تفصیل اخبار کے خبروں میں درج ہے اب
دیکھیے سرکاری استغاثہ کے جواب میں عاشق کی
انگلیاں کیا شہادت دیتی ہیں۔ ابھی معاملہ زیر
تفتیش ہے۔ پولیس کی گرہ کشا انگلیاں جب تھی
سلجھا سکیں گی تو مزید حالات معلوم نہیں انگشت نما
ہوں گے۔

راقم

یہ نظرتی حنائی اے جان جو انگلیاں ہیں
کس بے گنہ کے خون میں کیسے ڈوبیاں ہیں

ملک داری کے فرائض

کہتے ہیں کہ عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص نے
اپنے غلام بندہ کو آگ لینے بھیجا۔ میاں بندہ آگ
مانگنے چلے تو ایک قافلہ مصر جانے کی تیاری کر رہا
تھا اسی کے ساتھ ہو لیے۔ سال بھر کے بعد جب
قافلے والے پہنچے تو حضرت کو آگ یاد آئی جلدی
سے آگ ہم پہونچائی اور دے کے اور وے ٹھوکر لگی
گر پڑے۔ چنگاریاں سب کے بجھ گئی۔ جھلا کے فرمایا

• تعست العجلۃ (جلدی کا برا ہو)

مہاراجہ بیکانیر بھی آتش خوشنودی حکومت
ڈھونڈنے قافلے کے ساتھ یورپ گئے تھے اگلا
زمانہ تو ہے نہیں کہ آگ نایاب ہو جو چیز نایاب ہے

اُسکی نسبت کمیشن خلاف چھوڑ آگ کے انول کرتی ہے
گلی گلی آگ اندری ماری پھرتی ہے جس کا جی چاہے
دامن دامن بھرے جائے۔ شکر ہے کہ آپ چند چنگاریاں
حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے دو تین ہفتے اور حضرت
ان چنگاریوں کی تلاش اپنے ہاتھ ہی دیکھ رہے تھے۔
والیان ریاست کے لیے نرالی کانفرنس ہے کہ جنکا رنج
کو زمانہ برآوسن میں اتنی دیر لگی کرتی ہے۔ یا ستیں
جو کمشنر اس بنا پر اگر ہم بھی "تعست العجلۃ"
کہیں تو بیجا نہیں آپ کی رائے ہے کہ رئیس اپنے
ذاتی مصارف میں اعتدال ملحوظ رکھے۔ عام طرف
ایک حد خاص ایک ...... مصرف
خاص دونوں کی حد سے تجاوز نہ ہونے پائے۔ زور خرچ
پولیس ملازم نہ رکھے۔ معاشرتی اور کچہریوں کی نشست
کے بارے میں آزادی رکھے اور باقاعدہ مستقل
قانون پر عمل ہو۔ جہاں تک مقامی آب و ہوا اجازت
کرے یہ قانون برٹش انڈیا کے قوانین کا نمونہ
ہو تو بہتر ہے۔ طریق عمل نصب العین ہو۔ رعایا کی
بہبودی مد نظر رہے۔ انتظام درست غیر منقطع
اور مسلسل ہو۔ غرض سعدی کی گلستان اور دیگر
کتب اخلاق میں جو صفات ایک اچھے حکمران کے
واسطے لازمی قرار دیے گئے ہیں انھیں لکھ کر آپ نے
گزارا۔ جہاں تک نصیحت کو دخل ہے ہم بھی مہاراجہ
صاحب کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں مگر ہندوستانی
ان باتوں کو مدت سے چھوڑ چکے اب انکے لیے یہ
صفات اجنبی ہیں۔

رئیس اگر اپنے ذاتی مصارف محدود و معتدل
رکھے تو پھر وہ رئیس ہی کیوں ہوا رئیس اور
سائیس میں فرق ہی کیا رہ گیا۔ سی پی کے ایک
دعوت بھوپال ماہ ستمبر میں ایک مرتبہ رفع حاجت
کرتے ہیں مگر تین روز تک مسلسل کسی انگریزی
حاکم نے اعتراض کیا تو کہنے لگے آپ دیکھیے تو سہی
ہم ٹھہرے رئیس راجہ مہاراجہ اگر جو شرفے چاہنے
کی طرح کھڈی یا کھیت میں بیٹھتے ہی بیٹھے
پیٹ کی آلائش صاف کر کے جھٹ سے اٹھ کھڑے
ہوں اور اسی دست میں پھر نہ جائیں تو ہم میں اور

جو ہزاروں جاہلوں میں ایک زیادہ زندہ ہے؟

عام طور پر یہ کہ کسی ملک کے سپتی ہیں کہ ایک اپنے خیالات پر تصرف کا حق رکھتا ہے۔ رئیس کسی کا محکوم نہیں ہوتا۔ محکوم ہوتا ہے تو رئیس نہیں رہتا۔ رئیسوں کا ہزہائی نس ایک ایک سے زیادہ رنڈیاں بھی رکھیں۔ کس کام کی وہ ریاست جس میں رنڈی کا عمل دخل نہ ہو۔ آپ نے کوئی معمولی آدمی بنا دیا ہے۔ اے حضرت رئیسوں کے یہ کھیل ہیں۔ آخر رنڈیاں بھی یہ علما ہیں ان کی پرورش بھی واجب ہے۔ آدمی کا پیٹ بھرنا کام ہے۔ اگر کسی رنڈی کو دے دیا تو کوئی ناک بھوں کیوں چڑھائے۔ شکر کا مقام ہے کہ حضور کچھ ہیں کچھ بس نہیں ہوتا کہ صبح شام کے ان کا نام لیتے پھرتے۔ کہ حضور نے اپنے گھر میں تو دولت بھری نہیں۔ پھر آپ جانیے اگر ذاتی مصارف میں عزیزوں کے لئے دو ماہ عشقیہ مقرر کر لیں تو ہزاروں میں بیس ورگ بیچارے اور جمہوری کا دعویٰ کرنے لگیں۔ سنا ہے حماقت ہے۔ سعدی فیروزن کا قول ہے سے

بکھو ڈال ڈال دھن کو
کوڑی کوڑی کو کھن کر

جب کہ گھر کے دل کے اتنے غنی ہیں تو ایک ایک رعایت کا کیا پوچھنا۔ اور سنیے تو حضرت! ایک ریاست کی پولیس کہاں نہیں ہے۔ مہاراجہ بیکانیر کا رونا تھا کی صلاح رئیسوں کو دیتے ہیں یہ وہ ہمت ہے جو اتنی بڑی سرکار برطانیہ کو بھی آج تک نہ ملی۔ وہ تین سلطنتیں اور کچہریاں تو جناب وہ کہہ کر کار سے باہر کر دی جائیں۔ لے بھلا آپ ہی انصاف کیجیے مالک تو ہم ہیں اور حکومت کرنا دوسرے اور

ان پر تو نہ سوچئے کہ مستقل قانون نہیں ہے تو آخر کیوں کام کیے گئے۔ باپ دادا کے وقتوں سے بہت قانون بنا ہوا چلا آتا ہے۔ ان قانون کا ہے جس میں کیا جو درخشاں آپ ہی کو مبارک۔ کا بندوں کا حوالہ مستقل نہیں ہے تو کیا غیر مستقل ہے جو خزانہ ہو جاتا ہے خیر خواہ ہوتا ہے وہی کام کا پورا سمجھا جائے خزانوں کا لازم رکھنے کی حاجت کوئی نہیں کہ جو عمل میں ایک صاحب نے ملازم کو تنخواہ کا پیسہ دیا کر دینے اس کے نام پر عرض کی: "سلامت! کام دو دل جو آئی دو آمد و رفت کا کرایہ سواری سے لے کے جائے ہی ایک ہی وقت کا؟

" یعنی جو؟"

"اگر حضور کل بندہ دروازہ کی بجائے کسی دوسرے شخص کو بھیج دینے کا ارادہ رکھتے ہوں تو پھر آمد و رفت کا کرایہ لے کر لینا مناسب ہے۔ حضور وہاں سواری نایاب ہے۔"

دیکھا آپ نے یہ ہے رعب و داب حکومت۔

آپ رعایا رعایا رٹ رہے ہیں۔ جناب رعایا کے سود بہبود کا کون خیال کرتا ہے نہ دی اس کا نام تو لیجیے۔ کیا ہماری انگریزی سرکار؟ جہاں آدمی کا اوسط فی کس تین روپیہ سالانہ سے زیادہ نہیں ہم ایک پر ہیں جس پر ایک شخص پر قرض بیٹھا ہوا ہے؟ ذرا بھی شخص کا گریس سے تو پوچھیے۔ خدا جانے آپ انتظام سے کیا چیز رو رہے ہیں۔ ریاستوں کی رعایا خود ہی اپنا انتظام درست رکھتی ہے۔ آپ کی نگاہ میں درست ہو کر کوئی کیا کرے۔ آپ کی رائے ہے کہ کتوں کے بھوکے بیاسان یا مسٹر گاندھی کا دورہ کرے یا کوئی سنتر پڑھنے لگے۔ اے جناب روز ہے پوری گنتیا۔ وظیفہ اور داب سے لاٹھی نہیں نکل سکتی۔ لاٹھی تو ہم رہنی چاہیے لاٹھی!! یہی ہیں انتظام ہے۔ بس یہی دلائل قطعیہ ہیں امید نہیں کہ مہاراجہ بیکانیر کی نصیحت مقبول ہوگی۔ ملاک ریاستوں کا نام چھوٹا ہے مگر گیسٹ بڑی ہے۔ نقل ہے کہ کسی نے ایک شخص سے پوچھا: تم نے خریدا؟ جواب دیا: تو واہ اسی وقت کی گلی! سائل نے کہا یہی

ہم تو بہت چھوٹا ہے۔ جو ہمیں گران جاتا اور بڑا ہو اسی اصلی کسر گیسٹ میں نکل گئی۔ پوچھا کیسے؟ کیا ہے جواب دیا: اہلیہ ازبجل کا اپھپا!

راقم

قاسم، اعمال و نقال

اَلْمُنْہِیَات

حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک مولانا جو بیاہ نے پوچھا کیا ہے۔ بڑے کچھ نہیں جاکر نئی بی بی سے روزے کھلوا اتنا کا قصد کیا۔ وہ گھر والی بی بی میر ہو گئیں۔ حجاب کے اندر سے آواز آئی: بیگم بھی کا حجاب کے اندر ہیں: ہمارے سائیں صاحب بھی بایں کے کی حیا میں بیٹھے ہوئے گھر تے ہیں۔ کوئی دوسرا پوچھتا ہے تو کہتے ہیں: حیا گریزی، گھر کی عورت جانتی ہے کہ حیا کے اندر حضور بھی موجود ہیں۔

ایک صاحب کا قصہ ہے صاحب زادہ صاحب تنخواہ نہ تھا۔ رنیدار یہ بیٹی والوں نے شکایت کی کہ حضرت اپنے صاحبزادے کو روکیے بڑی مصیبت میں پھنسے ہیں حضرت نے منہ لٹکا کے جواب دیا: "اے کیا کروں ان سے کوئی غیرت و حیا ہو نہیں گئی اور بیچاری بیگم کا دل بہت ہے کہ کیوں نہ ہو وہ" کچھ ایسے ہی خیالات لاعال برٹش گورنمنٹ اپنی رعیت کے بارے میں سے جنگ حکومت عراق سے کی ہے۔ کوئی بہانا نہیں ہے جو اب ہونے والا ہے عراق نے بھارا اپنا اصول کا اپنا ہے کی گرجاں کی آنکھیں تھی درست و ہی بھیا لڑے آخر کیا کیجئے؟

قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ مصر عراق اور فارس کی گنجائش منقریب ختم ہوگی۔ فارس اندرونی انقلاب اور بیرونی کشمکش میں مبتلا ہو کر گرجاں کی خیر ہے۔ ان عرب کی خیریت نظر نہیں آتی کیا عجب ہے کہ کچھ ہی قربانی نہیں کہ دینے سے ہونے لگے۔ فن کی گاہ کو دیکھا دیا۔ بابا کی بھی کل کے ذریعے ہو اور ان دونوں تیار ہو اور پھر قتل کی تجارت کا ہو گیا جائے۔ گزشتہ جنگ کے ذریعوں میں بند ہو گئے تھے۔

لطیفہ: ایک انگریز اور گیسٹی نوٹ امیر گریگ کے گیسٹی۔ آپ تو گیسٹی سے استعفاء دے کر ابھی مدد

مشہور عالم دواخانہ معدن الادویہ کی تیار کردہ تیر بہدف ادویہ

طلائے عنبر بنگلہ

[illegible]

قیمت فی بکس

۲۰ خوراک (۸)

بام عنبری دو آتشہ خاص الخاص

[illegible]

فی بوتل پانچ روپیہ (للعہ)

تین بوتل کے خریدار کو ایک گلاس بلا قیمت

طلائے سیمی

اعصاب کی تقویت میں بے نظیر ہے [illegible]

قیمت فی شیشی

آٹھ روپیہ (للعہ)

حب یاقوت مقوی و ممسک

[illegible]

قیمت فی بکس ۴۰ خوراک مع محصولڈاک پانچ روپیہ (للعہ)

ہر قسم کا طبی مشورہ دواخانہ معدن الادویہ کی مجلس اطباء سے مفت حاصل ہو سکتا ہے صرف جوابی ٹکٹ درکار ہے

فرمائش کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجئے | منیجر دواخانہ معدن الادویہ گولہ گنج لکھنؤ | فہرست کلاں مفت طلب فرمائیے

نایاب اور بیش بہا تحفہ

[illegible]

تین شیشی کے خریدار کو محصول معاف

المشتہر

حکیم سید نجم الحسن ... (بہار)

سچا ہمدم و دلی دوست

[illegible]

وید شاستری جام نگر کا ٹھیاوار

ایجنٹ امرچند ... چوک لکھنؤ

پری مہک تیل

[illegible]

مختار احمد بیڑی مرچنٹ موجد

[illegible]

مجلدات اودھ پنچ ۱۹۲۶ - ۲۷ء

[illegible]

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو (۱۲) [illegible]

[illegible]

دودھ کی کیسری (illegible) قیمت ۱۲

بال سدھا [illegible]

اپنے شہر کے دوا فروشوں سے طلب کرو

سول ایجنٹ برائے دہلی و پنجاب | بال بہار آفس چاندنی چوک دہلی

سول ایجنٹ امرچند لکھنؤ

[illegible]

شاعری جزویست از پیغمبری

[illegible]

نیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ

[illegible]

نیجر اودھ پنچ لکھنؤ

غذا کے روحانی

معدن النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کیطرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کا غذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہوچکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

سیاحت ظریف

یعنے

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی

کا

منظوم سفر نامۂ عراق

[illegible]

قیمت فی جلد

[illegible]

نیجر اودھ پنچ لکھنؤ

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذۂ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

شرائط ایجنسی

[illegible]

نیجر اودھ پنچ لکھنؤ

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نکل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا راگ کی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ ان کو گلے سے ادا کرکے پڑھنا چاہین دیکھا ہے اور سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صاحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیئے گئے ہین صحیح طور پر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ہے ایک استاد کی برسون کی ... یا سارگی سے کام لے سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مفاہیر کا طریقہ نامہ بھی آپ کو اس کتاب مین ملیگا۔ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کا ... اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا تمام ہندوستان کے استادون کا طریقہ ... قیمت پانچ روپیہ

حصہ اول کی ... فی جلد۔ محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔

المشتہر نیجر اودھ پنچ لکھنؤ